ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

جدید بلوچی غزل کی روایت

TRADITION OF THE MODERN BALOCHI GHAZAL

ڈاکٹر محمد صادق (صادق صباء)
اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف بلوچی لینگوتج اینڈ کلچر، جامعہ تربت
عبد الرازق
لیکچرار، شعبہ پاکستانی زبانیں، نمل اسلام آباد
شہناز طارق
لیکچرار، انسٹیٹیوٹ آف بلوچی لینگوتج اینڈ کلچر، جامعہ تربت

Dr. Mohammad Sadiq (Sadiq Saba)
Assistant Professor, Institute of Balochi Language and Culture, University of Turbat.
Abdul Raziq
Lecturer, Department of Pakistani Languages, NUML, Islamabad.
Corresponding Author: araziq@numl.edu.pk
Shahnaz Tariq
Lecturer, Institute of Balochi Language and Culture, University of Turbat.

Abstract
Modern Balochi Ghazal has reached the heights of development where all the principles of poetry are prominent. It contains ancient Balochi poetry with a universal lyrical beauty, representing the tradition of Balochi folk poetry and classical poetry. Because the tradition of poetry in the second period of Balochi poetry was very weak. Due to this effect, in the early period of Balochi Ghazal, these weaknesses were prominent in the words of every major poet, but in modern Balochi Ghazal, these weaknesses have disappeared. Now there is great beauty in both the internal and external aspects of this genre. The modern Balochi ghazal tradition, which began with the monthly 'Oman' in 1951, represents an emerging literary genre. This abstract explores the tradition of ghazal in the Balochi language and highlights the evolution of Balochi ghazal poetry. Through an analysis of key poets and their ghazal poetry, this summary sheds light on how the modern Balochi ghazal tradition has developed and what its trends are today.

Keywords: Modern Balochi Ghazal, Development, Weaknesses, Internal and external aspects, Genre, Emerging literary genre, Evolution of Balochi ghazal poetry, Key poets, Trends

ادب کا سب سے بڑا حسن موضوع کا اظہار ہے۔ موضوعات کی بدولت معاشرے اور لوگوں کی ثقافت اور ان کے مزاج کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن یہاں اظہار کے اصول اور قوانین مختلف ہیں۔ ان کی ایک شکل زبان کی شکل میں ان کا اندرونی ہونا ہے، یعنی مختلف شاعرانہ فنون اور اختراعات۔ اس میں الفاظ نئے اور مختلف معانی کے ساتھ اپنی شناخت بر قرار رکھتے ہیں۔ ایک لفظ استعارہ، تشبیہ، علامت، تلمیحات اور منظر نگاری کی صورت میں اپنے معنی بدلتا ہے، یا وہ خارجیت میں ہیئت کی شکل سے مختلف ہوتی ہیں۔ دور جدید میں شاعری کی انفرادیت اور شناخت اس کی ہیئت سے ہوتی ہے۔ مختلف شعری ہیئتوں میں نظم کی کئی اقسام کے ساتھ ساتھ غزل کو جدید شاعری میں نازک مزاجی کی ایک منفرد شعری ہیئت سمجھا جاتا ہے۔

> ” غزل بہ یک وقت صنف بھی ہے اور ہیئت بھی۔ کیوں کہ یہ دونوں حیثیتیں اس کے وجود میں ضم ہیں۔ لیکن جب مروجہ مفہوم کے مطابق ہم اس کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ غزل صنف نہیں ہے کیوں کہ صنف کا تشخص مواد اور موضوع سے ہے،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

ابتدا میں جب غزل محض عشقیہ ماحول کی ترجمان تھی اُس وقت تک اسے صنف کہنے میں تامل نہیں ہو سکتا مگر اب جب کہ غزل کے دائرہ موضوعات میں پوری انسانی زندگی اور اس کے میلانات و امکانات شامل ہو چکے ہیں؛ اس لیے اس کو کسی محدود دائرے میں مقید نہیں کیا جا سکتا، اس کے برعکس غزل کا نام سنتے ہی ہمارے ذہن میں اس کا ظاہری ڈھانچہ جلوہ گر ہونے لگتا ہے اور اس کے ہئیتی خط و خال (جیسے مطلع، مقطع، ردیف، قافیہ وغیرہ) ظاہر ہونے لگتے ہیں، اس اعتبار سے غزل کو ہئیت کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے"۔[۱]

ادبی اور غیر ادبی مواد کے درمیان بنیادی فرق ان کی زبان و بیان کے ساتھ ساتھ ہئیت (Form) کا بڑا کردار ہے کیونکہ ہر ادبی صنف میں فارم کا عمل دخل بنیادی عنصر ہوتا ہے۔ شاعری ہو یا نثر، افسانوی ادب ہو یا غیر افسانوی، ہر جگہ ہئیت کا مقام مثالی ہے۔

" نظم کے برعکس غزل کی روایت بلوچی شاعری میں موجود نہیں تھی۔ بلوچی ادب میں سب سے پہلے ایک مستعار صنف کی حیثیت سے غزل کی بنیاد رکھنے کی غیر شعوری کوشش کا سہرا ملنگ شاہ ھاشمی کے سر جاتا ہے۔ جنہوں نے 1922ء کے لگ بھگ غزل میں طبع آزمائی کی۔ گو کہ ملنگ شاہ ھاشمی کی شاعری کا بیشتر حصہ محفوظ نہ ہونے کی باعث امتدادِ زمانہ کی نذر ہو گیا۔ مگر وہ بجا طور پر بلوچی غزل کے پہلے شاعر ہیں جنہوں نے بلوچی ادب و سخن میں پہلی بار غزل کو نہ صرف متعارف کرایا بلکہ بلوچی شاعری میں غزل کی جڑوں کو پیوست کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔"[۲]

جدید بلوچی شاعری میں غزل کا حسن نمایاں ہے۔ اس میں شعری ضرورت اور اصولوں کو لاجواب انداز میں استعمال کیا گیا ہے۔ شعری جمالیات کو شاعروں نے منفرد انداز میں پیش کیا ہے۔ غزل کی داخلی پہلو ہو یا خارجی، دونوں فنی لوازمات سے کارفرما ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جدید بلوچی شاعری میں غزل وہ شعری صنف ہے جس نے اس قدر ترقی کی ہے کہ اب ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ شعری صنف اجنبی ہے اور اب یہ سب سے بڑی شعری صنف کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔

بلوچی غزل نے اس قدر ترقی کی ہے کہ اب قدیم و جدید دونوں شکل اور شناخت ان کے سینے میں نئے انداز میں موجود ہے۔ جس صنف میں قدیم اور جدید کی درجہ بندی کی خصوصیات ہو تو وہاں تخلیقات میں عروج آئے گی۔

تاریخی طور پر بلوچی ادب میں غزل کے سفر کے اتنے مراحل نہیں ہیں لیکن تخلیقی طور پر شاعری کی اس صنف نے بہت سی خوبیاں سمیٹ لی ہیں، ان میں منفرد شاعرانہ حسن ہے۔ اس صنف کی باقاعدہ روایت فروری 1951 سے بلوچی ادب کا پہلا ادبی رسالہ ہے۔ اس دور کی غزل میں بہت سی خامیاں ہیں جن میں دوسری زبانوں کا اثر کافی حد تک حاوی ہے، عربی اور فارسی کے ساتھ ساتھ بلوچی غزل پر اردو کا بہت اثر ہے۔ دوسری زبانوں کے اثرات کی وجہ سے اس دور کی شاعری میں شعری زبان اور اظہار کا تخلیقی حسن نہ ہونے کے برابر ہے۔

نزاناں منزل چو نیں قدم لرزی جگر لرزی
دیاں گر حوصلہ ایشاں منی شومیں نظر لرزی

ترا پرواہ کجا استیں منی بیچار گیء دوست
تہی سنگیں دلا چے بی دلے بیکس اگر لرزی[۳]

ترجمہ:

معلوم نہیں منزل ہمیں قدم کانپتے جگر کانپتے
اگر دیتے ہیں حوصلہ ان کو مگر میری نظر کانپتے

تمیں پرواہ کہاں ہو تا میری مفلسی کا دوست
آپ تو سنگِ دل ہیں بیکس کی دل اگر کانپتے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

وقت شُت دست ءَ اَچ رند اچم پچ بوتاں منی
ہنّو گریوگ کار ءَ ہچ نئیتیں منیگا چے گُشاں

درد بس اَستیں ہمے یکّیں مناراا اے جگر
من وتی حالا گرفتاروں اے قوما چے گُشاں (۴)

ترجمہ:
وقت ہاتھ سے نکل کر بعد آنکھیں میری کھلتی
اب رونے سے کچھ نہ ہو گا، وہ آتے نہیں کیا کہوں

درد صرف یہ ہوتا مجھے صرف اور صرف اے دوست
میں اپنی حالت زار پر گرفتار اس قوم سے کیا کہوں

تئی زِندپہ گُمنامی تئی موت پہ ناکامی
روچان وَتی گوازینے بے مطلب وچم ّداریں
نوں زیب نکنت گوں تو چمداری وبیکاری
پاداوپد ادر گیج اقبال ءَ وتی گاریں (۵)

ترجمہ:
گمنام زندگی اور آپ کی موت کا ناکامی
زندگی گزار کر بغیر مطلب اور لاچاری
اب بیکاری اور لاچاری آپ کے لیے نہیں
اٹھ ڈھونڈ لو اپنی گمشدہ اقبال کو

یہ بلوچی غزل کی ابتدائی شکل ہے جو ماہنامہ 'اومان' کراچی کے 1951 کے ایڈیشن میں چھپی تھی اور یہ اس دور کے مشہور شاعروں کی تخلیق ہے۔ لیکن اس طرح کی تخلیقات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس پورے دور میں نہ تو غزل کی اصل شکل اور نہ ہی شاعری کے بنیادی اصول وضوابط کو محفوظ کیا گیا ہے، اس میں صرف توازن کا اصول واضح ہے۔

ان کے علاوہ عطا شاد نے اس دور کے مخصوص اشعار پر ایک کتاب ''گشتین شاعری'' شائع کی جو مختلف شعرا کے مخصوص اشعار کے خاص مجموعہ کے طور پر جانی جاتی ہے۔ ان اشعار سے واضح ہوتا ہے کہ اس پورے عہد کے شعری زوال میں غزل کا کیا حال ہے۔

رپتگ ءُ توچما پریری ءَ
چم منی کوراَنت چہ زہیری ءَ

گر منی بہت گوں من ہمبرائیں
ساہگوں گون دیر دیری ءَ (۶)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

ترجمہ:

پرسوں جب آپ گئے تھے
میری آنکھیں تیری یاد سے اندھی ہوگئی ہیں

اگر میری تقدیر میرا ساتھ ہے
سایہ ساتھ ہے بہت دُور دُور سے

گوشتگ شپی چوش دلبرءِدوستی منءِہست اِنت ترا
آدم گوں حقانی دراہر شپ بجن یک باگلے (۷)

ترجمہ:

کل رات دوست نے کہا، میں تم سے پیار کرتا ہوں یا تم مجھ سے
آدمؔ حقانی کے ساتھ نکلو، ہر رات ایک صوت کہو

جدید بلوچی شاعری میں ابتدائی دور میں غزل کی خارجیت پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ لیکن اس میں اتنی خوبصورتی نہیں کہ تخلیقی سطح تک پہنچ سکے۔ اس دور کے پہلے شاعر سید ہاشمی ہیں کہ ان کی شاعری میں غزل ایک منفرد انداز میں سامنے آئی ہے۔ اس نے غزل کی پوری شکل کے ساتھ ساتھ شاعری کے تمام اصول وضوابط بھی خوبصورتی سے استعمال کیے گئے ہیں؛

من وتی جاہءِ دیاراں چہ شمشکارنہ باں
ھمسرءِ سنگتءِ یاراں چہ شمشکارنہ باں

سبزءِ اُمبوھیں کھیرانی منءِ جُست کن ئے
گریشگءِ ڈنگرءِ داراں چہ شمشکارنہ باں (۸)

ترجمہ:

اپنے درودیواروں کو بھولنا ممکن نہیں
ہم سفر، ہم نفس یاروں کو بھولنا ممکن نہیں

شادوآباد مرغزاروں کا ذکر ہی کیا
دشت وصحرا، کوہساروں کو بھولنا ممکن نہیں (۹)

جدید بلوچی شاعری کے ابتدائی دور میں سید ظہور شاہ ہاشمی واحد شاعر ہیں جنہوں نے شعوری طور پر بلوچی غزل کو دوسری زبانوں کے اثرات سے بچایا۔ آج اگر اس صنف نے اتنی ترقی کی ہے تو اس کی بنیادی وجہ سید ظہور شاہ ہاشمی جیسے عظیم شاعر ہیں۔

"سید نے شعوری طور پر بلوچی کلاسیکی شاعری کی خصوصیات اور رنگ وآہنگ کو اپنی غزل میں جگہ دی۔ بلوچی شاعری کی شعری مزاج اور روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید اور قدیم کی خوبصورت امتزاج سے انہوں نے غزل کو ایک نیا اسلوب اور ایک نیا جہت عطا کیا۔ بلاشبہ سید ظہور شاہ ہاشمی غزل کے پہلے شاور ہیں اور ان کی غزل کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ اس کی غزل کو بجا طور پر بلوچی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

غزل کہا جا سکتا ہے"۔[۱۰]

سید ھاشمی کے ساتھ ساتھ بلوچی محمد حسین عنقا اور مراد ساحر بلوچی غزل کے اہم شعرا ہیں۔ مراد ساحر نے بلوچی غزل میں نئے ہیئت کے ساتھ موضوعات میں توانائی بخشی ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے جنگی اور مزاحمتی شاعری کے نام پر بلوچی غزل سہل پسندی اور زوال پذیر تھا مگر مراد ساحر نے اپنی شاعرانہ اسلوب کی وجہ سے اس طرز شاعری کو نئی جہت بخشی۔

میرءُ سرداریءِ یلہ مدی اِت
سلءُ بیماریءِ یلہ مدی اِت

کارمہ بندِات اے پنجگءُ باسکاں
گیرءُ چداریءِ یلہ مدی اِت

بزگرءُ مزدگرءُ شُد آماچیں
زندءُ پُرسداریءِ یلہ مدی اِت(۱۱)

ترجمہ:

پیروی میر و سرداری نہ چھوڑنا دوستو
غربت و افلاس، بھوک و بیماری نہ چھوڑنا دوستو

دیکھنا اپنے ہاتھ سے کام لینا نہیں
زندگی بھر کی محتاجی نہ چھوڑنا دوستو

میرے مزدور اور بھوک سے نڈھال چرواہو!
یہ غربت، جہالت، روش مفلسی نہ چھوڑنا دوستو(۱۲)

جدید بلوچی غزل میں سید ظہور شاہ ہاشمی کے بعد سب سے زیادہ اثر انگیز نام عطا شاد کا ہے۔ ان کی شاعری میں غزل کی شعریت منفرد ہے۔ زبان و بیان کے حوالے سے ان کی اپنی شعری روایت ہے جس نے پوری بلوچی شاعری کو متاثر کیا ہے۔ اس لیے جدید غزل کی تاریخی و فنی روایت ان کی مرہون منت ہے۔

"عطا شاد کے ہاں بھی غزل ایک خاص طرح کی رومانی فضا سے دوچار نظر آتی ہے۔ اس رومانی فضا میں عطا شاد کی بے سروسامانی جو اصل میں ان کے عہد کی بے سروسامانی ہے، نمایاں ہے۔ عطا شاد کے ہاں اپنے عہد کا غم بھی عشق و محبت کے شخصی اظہار میں ڈھل کر سامنے آتا ہے۔ عطا شاد نے اپنے عہد کے آشوب کو اپنے داخلی وجود کی گہرائیوں میں اُتار کر اسے ایک نئی جہت دینے کی کوشش کی ہے"۔[۱۳]

بلوچی قدیم غزل کے مقابلے میں جدید غزل بہت اہم سفر سے گزری ہے۔ اس میں ہیئت کے علاوہ موضوعات کا کافی تجربہ ہوا ہے۔ جدید غزل موضوعات کی پابندیوں سے آزاد ہے۔ اس میں ہر قسم کے سماجی احساسات اور جذبات کو فنی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہیئت میں ایک نیا تجربہ ہوا ہے کہ مکتوبی قافیہ قید و بند سے آزاد ہے۔ اس میں صوتی قافیہ کی ایک خوبصورت شکل استعمال کی گئی ہے۔

کیفءُ قدح گوں ھما پلگدیں شاری باتاں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

زندبے مرک بباتیں، ھماباری باتاں

شپ چہ تئی مھپراں شنگ بات کدی روچ مبات
زانسرءَ ماتئی داں مرک، وداری باتاں(۱۴)

ترجمہ:

حُسن ہے، عشق ہو دل ہے تو دوا ہو جائے
موت بھی زیست کے پہلو میں فنا ہو جائے

رات جاگے تری زلفوں سے قیامت ترسے
موت بھی وصل کی شب آئے بقا ہو جائے(۱۵)

عطاشاد اس دور کی واحد شعرا ہے جن کی شاعری میں زبان وبیان کے ساتھ موضوع کا اظہار منفرد اور اس عہد کی نئی شعری روایت کا نمائندہ ہے۔ اس سے پہلے قدیم بلوچی غزل میں ایسا خوبصورت تجربہ نایاب ہے۔

عطاشاد کے بعد بلوچی غزل نئے دور سے آشنا ہوتی ہے۔ نئی موضوعات کے ساتھ ساتھ زبان وبیان میں جدّت آتی ہے۔ بلوچی غزل میں تغزل وایمائیت اس عہد کی پیداوار ہے۔ ظفر علی ظفر کی شاعری اس فنی خوبصورتی سے سبز وشاداب ہے۔ زبان کی لب ولہجہ نازک ہے۔ سہل ممتنع جیسے شعری صنعت ان کی غزلوں علویت ہے۔ وہ خاص غزل کا شاعر تھے۔

چمّاِت پوراں سک اَنت راہءَ روان ئے پرچیا
اَجگءَ نازُرکیں گُلّاں پادمال کنان ئے پرچیا

مھتل اِنت ارواہ منی ھمبل پہ لالءَ گندگءَ
تو سرونءَ نشتگءَ یاسین وان ئے پرچیا(۱۶)

ترجمہ:

یوں نظریں اُٹھائے چلے جاتے ہو کس لئے
فصلِ گل کو پائمال کئے جاتے ہو کس لئے

وہ آئیں کہ جان سے روح کو رشتہ سمیٹ لوں
یوں سرہانے مرے یٰسین پڑھے جاتے ہو کس لئے(۱۷)

ظفر علی ظفر، جی آر ملا، بشیر بیدار کے علاوہ جدید بلوچی غزل میں مبارک قاضی کی شاعری ' مزاحمت اور غزل ' نئے دور کا ابتدا ہے۔ مبارک قاضی نئے جدید بلوچی شاعری میں غزل میں منفرد گیت نما موسیکیت عطا کی ہے۔ جدید غزل اور بلوچ سماج میں نئے رشتہ قائم کی ہے۔ سماجیت ان کی غزل کا بنیادی نشان وعلامت ہے۔

کئورءُ گیابءُ کیلگ، کوہءُ دمن بھابنت
جاہے تمن بھابنت، جاھے وطن بھابنت

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

سوداگراں جھانءِ ہر چیزءِ نیاد بستگ

بُراتانی غیرتءِ ننگ، مردانی جن بھابنت (۱۸)

ترجمہ:

دشت وبیاباں کوہ ودمن بکتے ہیں

قومیں بکتی ہیں، وطن بکتے ہیں

سوداگروں نے ہر چیز کی بولی لگا رکھی ہے

بھائیوں کے ننگ مَردوں کے زن بکتے ہیں (۱۹)

عصر حاضر میں منیر مومن نے ان کی غزلوں کی روایت کو ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ان کی شاعری میں بلوچی کلاسیکل اور جدید روایت کے ساتھ نئی تخلیقی بوطیقا کی بنیادرکھی ہے۔زبان وبیان کے ساتھ ساتھ شعری ہیئت وفارم سے نئے زاویہ اُبھار کر جدید بلوچی غزل میں منفرد تخلیقی پیکر عطا کی ہے۔

شپءِ سروزءِ اڑینءِ مناچراگے بکن

بیائے سُتگگیں شہرءِ مُجءِ چراگے بکن (۱۲)

ترجمہ:

ہر بطنے میں رات کو، اور مجھے دیے کی روشنی میں اتار دے

آ اور غبار شہر خاکستر کو کسی دیے کی روشنی میں اتار دے

منیر مومن اس جدید دور کے نمائندہ شاعر ہیں۔اس قسم کی غزل میں قافیہ کا استعمال ایسے فنکارانہ انداز میں کیا گیا ہے کہ "منا، اور مجءِ" کے الفاظ میں قافیہ کو نئے انداز میں 'نا، جا، تا' کی صورت میں مکمل کیا گیا ہے۔اس قسم کا تجربہ اور فنکاری جدید غزل کی نئی پہچان ہے۔

> "غزل کے حوالے سے منیر مومن نے نہ صرف اپنے لیے ایک نیا لہجہ دریافت کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ غزل کے پیرایہ ہائے اظہار کو نئی صورت گری عطا کی ہے۔انہوں نے روایتی تشبیہات و استعارات کے برعکس نئے تشبیہوں اور استعارات سے کام لے کر غزل کو ایک نئی تازگی اور توانائی فراہم کی۔
>
> نئی تشبیہات و استعارات کے علاوہ پیکر تراشی ان کے اسلوب کا ایک نمایاں وصف ہے۔ان کے پیکر متحرک اور متنوع رنگوں کے حامل ہیں جن کی مدد سے وہ اپنے خیالات اور احساسات کو غزل کی کینوس پر منتقل کرتے ہیں"۔ (۱۳)

شاعری میں ہیئت کے ساتھ ساتھ ان کی داخلیت بھی بہت ضروری ہے۔جدید بلوچی غزل بھی قدیم غزل سے ایک الگ جمالیاتی احساس کی حامل ہے۔یہ شعری صنعت کی بدولت ایک ممتاز ادبی معاشرے کی نمائندگی کرتا ہے۔ایسا حسن غزل کے تشخص کو بلند کرتا ہے۔جو چیز جدید بلوچی غزل کو ہر دور میں منفرد بناتی ہے وہ اس کی شعریت ہے، کیونکہ اس میں شاعری کے تمام اصول ایک نئے انداز میں استعمال ہوئے ہیں۔اس سے پہلے کی بلوچی غزلیں اس خصوصیت سے خالی تھیں۔

منیر مومن کے ساتھ گُل محمد وفا نے اپنی کم عمر میں بلوچی غزل کو نازک لہجہ سے بہت سی تخلیقات بخشی ہے۔ان کی اشعار میں زبان کی استعمال انتہائی خوبصورتی سے نبائی ہے۔وہ سید ھاشمی اور ظفر علی ظفر کی طرح خالص جدید بلوچی غزل کا شاعر تھا۔غزل کی تغزل ان کی شاعری کا بنیادی زیب وزینت تھا۔

شپ جتیں کارواں کے بوشت

گوں تو احوالاں گُشاں کے بوشت

روچے گہگریں غماں دل جیڑاں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

رنگین زندمان کے بوشت(۲۰)

ترجمہ:

مُسکرا کر آنچل کو لہرانا ذرا

کہ غم برہنہ کے لئے اُمید کی شال بنے

دائمی نیستی کا بس یہی ہے علاج

غم طاقت بنے درد مال بنے(۲۱)

منیر مومن کے بعد جدید بلوچی غزل منفرد شعری اسلوب وروایت سے اُبھرا ہے۔ منظور بسمل، میر عمر میر، مجیب مجاہد، زبیر مختار، امیر دوست، علی جان داد، خالق ارمان اور بہت ہیں جو جدید بلوچی غزل ان کی شاعری منفرد ہے۔

ماحصل:

جدید بلوچی غزل ترقی کی ان بلندیوں پر پہنچی ہے جہاں شاعری کے تمام اصول نمایاں ہیں۔ اس میں ایک آفاقی شعری خوبصورتی کے ساتھ قدیم بلوچی شاعری موجود ہے، جس میں بلوچی لوک شاعری اور کلاسیکی شاعری کی روایت کو نئے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ بلوچی شاعری کے دوسرے دور میں شاعری کی روایت بہت کمزور تھی۔ اسی اثر کی وجہ سے بلوچی غزل کے ابتدائی دور میں ہر بڑے شاعر کے کلام میں یہ کمزوریاں نمایاں تھیں، لیکن جدید بلوچی غزل میں یہ کمزوریاں ختم ہو گئی ہیں۔ اب اس صنف کے داخلی اور خارجی دونوں پہلوؤں میں بڑی خوبصورتی آئی ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، اردو غزل کا تکنیکی، ہئیتی اور عروضی سفر، مجلس ترقی ادب، لاہور، اگست ۲۰۰۸، ص، ۳۷

۲۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری کا آغاز وارتقاء، بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ ،۲۰۲۰، ص۔۱۰۸

۳۔ مولوی محمد حسین، ماھتاک اومان، بلوچ ایجوکیشنل سوسائٹی، کراچی، اپریل ۱۹۵۱، ص، ۴۰

۴۔ مولوی محمد حسین، ماھتاک اومان، بلوچ ایجوکیشنل سوسائٹی، کراچی، مئی ۱۹۵۱، ص، ۲۹

۵۔ مولوی محمد حسین، ماھتاک اومان، بلوچ ایجوکیشنل سوسائٹی، کراچی، اپریل ۱۹۵۱، ص، ۸

۶۔ عطاشاد، گشین شاعری، بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۸، ص، ۱۳

7۔ عطاشاد، گشین شاعری، بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۸، ص، ۳۲

8۔ سید ھاشمی، انگرءِ ترونگل، سید ھاشمی اکیڈمی، گوادر، ۲۰۰۹، ص، ۲۱

۹۔ واحد بُزدار، جدید بلوچی شاعری سے انتخاب، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۷، ص، ۵۸

۱۰۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری کا آغاز وارتقاء، بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ ،۲۰۲۰، ص، ۱۱۷

۱۱۔ مراد ساحر، بُشکن منی پریاتاں، مراد ساحر میموریل سوسائٹی، کراچی، نومبر ۲۰۱۱، ص، ۳۳۳

۱۲۔ واحد بُزدار، جدید بلوچی شاعری سے انتخاب، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، 2007، ص، ۶۲

۱۳۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری کا آغاز وارتقاء، بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ ،۲۰۲۰، ص، ۱۲۱

۱۴۔ عطاشاد، گُلزمین، بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۱۵، ص، ۵۱

۱۵۔ نور محمد فریدی، ماہنامہ بلوچی دنیا، فروری ۱۹۶۸، ملتان، ص، ۲۷

۱۶۔ ظفر علی ظفر، ھمبوئیں ڈروت، بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، اپریل ۲۰۰۵، ص، ۸۵

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

۱۷۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری سے انتخاب، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد،۲۰۰۷،ص،۱۱۹
۱۸۔ مبارک قاضی، زرنوشت، ڈرد پبلی کیشنز، گوادر، مارچ۲۰۰۷،ص،۹۳
۱۹۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری سے انتخاب، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد،۲۰۰۷،ص،۱۷۵
۲۰۔ گل محمد وفا، مبادہ، نوائے وطن پبلیکیشنز، کوئٹہ،۱۹۹۹،ص،۴۶
۲۱۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری سے انتخاب، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد،۲۰۰۷،ص،۱۹۹